

بشارات
پائے

پابیت
آل اسماعیل
علیہ السلام

پروفیسر
غلام نبی مسلم
ایم۔ اے

شائع کردہ: اسلامی مشن - سنت نگر - لاہور

نشانات انبیاؑ

بابت

السلام

آل اسماعیل علیہ السلام



پروفیسر غلام نبی مسلم ایم۔ اے

شائع کردہ

اسلامی مشن سنٹر نگر لاہور

طریقات سیرتہ اردو بازار لاہور

اشاعت - اردو میٹروپولیٹن نگر لاہور

کتابت - عبد المجید امجد - صداقت پارک

حق پرست مسیحی پادری توجہ فرمائیں

عام مسیحی بھائی اور خاص کر مسیحی پادری بائبل کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک کتاب مقدس کی کسی بات کا انکار ایمان کے خلاف ہے۔ پادریوں کے اسی عقیدے سے ہمیں جرأت دلائی ہے کہ ہم ان کی توجہ عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کی دو نہایت اہم باتوں کی طرف دلائیں اور ان کے ایمان اور عمل میں جو تضاد پایا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت طلب کریں۔

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کو بشارات

مصر سے واپسی پر حضرت ابراہیمؑ کنعان میں آباد ہوئے۔ انہوں نے تین بیویاں کیں۔ مصری شہزادی حضرت ہاجہ کے بطن سے پہلو ٹھایا اسماعیلؑ پیدا ہوا۔ دوسری بیوی سارہ سے اسحقؑ پیدا ہوا۔ اور تیسری بیوی قطورہ سے زمران۔ یقسان۔ مدان۔ میان۔ اساق۔ اور شوخ پیدا ہوئے۔

حضرت سارہ اور اسحاق کو حضرت ابراہیمؑ نے کنعان میں آباد کیا۔ حضرت
قطورہ کی اولاد کو مشرق میں لیبیا یا۔ اور حضرت باجرہ اور ان کی اولاد
کو جنوب مشرق میں یمن، حجاز اور دشت فاران میں آباد کیا۔ اور
اس طرح ان بیٹوں کی اولاد اس طریق سے پھیلی پھولی کہ ان کے
درمیان کوئی دوسری قوم نہ تھی۔ ان کا یاہیم بیل چول رہا۔ اور ایک
دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہے۔

نسلی ترقی اور حکومت کی خوشخبری

جب یوط ابراہیمؑ سے جدا ہو گئے اور ابراہیمؑ کنعان میں
بس گئے۔ تو:-

۱۔ خداوند نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا اور جس جگہ تو رہتا ہے
وہاں سے شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب کو طرف نظر
دوڑا کیونکہ یہ تمام ملک جو تو دیکھ رہا ہے۔ میں تجھ کو اور تیری نسل
کو ہمیشہ کے لئے دوں گا۔ اور میں تیری نسل کو خاک کے
ذروں کی مانند بناؤں گا۔ ایسا کہ اگر کوئی شخص خاک کے ذروں
کو لگ سکے تو تیری نسل بھی لگ لی جائے گی۔

(پاؤبل کتاب پیدائش ۱۲: ۱-۱۶)

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کے ماں اولاد نہ ہوئی۔ ان کو خوش تھا کہ
وارث کے بغیر فوت ہو جائیں گے۔ اور ان کے کاروبار

کا تختہ الیغیر و مشقی ان کا وارث ہو جائے گا
 "تب خداوند کا کلام اس پر نازل ہوا اور اس نے فرمایا۔ یہ تیرا وارث
 نہ ہوگا۔ بلکہ وہ جو تیرے صلب سے پیدا ہوگا۔ وہی تیرا وارث ہوگا
 اور وہ اس کو باپ پرے گیا اور کہا کہ اب آسمان کی طرف نگاہ کر اور
 اگر ستاروں کو گن سکتا ہے تو گن اور اس سے کہا تیری اولاد ایسی
 ہوگی اور وہ خداوند پر ایمان لایا۔ اور اس نے اس کے حق میں
 راست بازی شمار کیا۔

(پیدائش ۱۵ : ۴ - ۶)

اسی روز خداوند نے ابراہم سے عہد کیا اور فرمایا کہ یہ ملک دیرائے
 مصر سے لے کر اس عہد سے دیر یعنی دیرائے قرأت تک
 قبیلوں اور قبیلوں اور قدموتیوں اور حیتیوں اور فریزیوں اور
 رفائم اور اموریوں اور کنعانیوں اور جرجاسیوں اور یلوسیوں
 سمیت ہیں نے تیری اولاد کو دیا

(پیدائش ۱۵ : ۸ - ۲۱)

خدا نے اس سے ہم کلام ہو کر فرمایا کہ دیکھ میرا عہد تیرے
 ساتھ ہے۔ اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا۔ اور تیرا نام
 پھر ابراہم نہیں کہلائے گا۔ بلکہ تیرا نام ابراہام ہوگا۔ کیونکہ
 میں نے تجھے بہت مردوں کا باپ ٹھہرا دیا ہے۔ اور
 میں تجھے بہت پرومند کروں گا۔ اور تو میں تیری نسل

سے ہوں گی۔ اور بادشاہ تیری اولاد میں سے برپا ہوں گے

(پیدائش ۱۷ : ۲ - ۶)

غور طلب

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ کو یہ
بشارات ہمایت واضح ہیں۔ ان میں حضرت

ماجرہ کے بطن سے سب سے بڑے اور پہلے بیٹے حضرت
اسماعیلؑ کے علاوہ حضرت سارہؑ اور حضرت قطورہؑ کے فرزندوں
کے لئے یکساں بشارات موجود ہیں۔ مگر ان کے اولیں مخاطب
حضرت اسماعیلؑ ہیں۔ چنانچہ مذکورہ حوالہ نمبر ۲

دپیدائش ۱۷ : ۱ - ۶ میں جب وارث نہ ہونے پر حضرت
ابراہیمؑ نے غم و افسوس ظاہر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بطور وارث
حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش کی خوش خبری دی۔ بالفاظ دیگر
بشارت کی ابتدا حضرت اسماعیلؑ سے ہوئی۔ اور حضرت ابراہیمؑ
کو جب دوسرے بیٹے کی بشارت ملی تو اسماعیلؑ کی محبت کے
پیش نظر کہا : "کاش اسماعیلؑ ہی تیرے حضور جیتا رہے۔"

(پیدائش ۱۷ : ۱۸)

گویا ان کے نزدیک اسماعیلؑ کا وجود ہی خوش خبری کے پورا
ہونے کے لئے کافی تھا۔ مگر اسماعیلؑ کی اہمیت ظاہر کرنے کے
لئے پھر بشارت دی :-

"اور اسماعیلؑ کے حق میں بھی میں نے تیری دعا سنی۔ دیکھ میں

اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سرور پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔“

(پیدائش ۱۷ : ۲۰)

حضرت ہاجرہ کو اسماعیلؑ کی بشارت

”اسے ہاجرہ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کیونکہ میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔“

(پیدائش ۱۸ : ۲)

”اور خدا کے فرشتہ نے اس (ہاجرہ) سے کہنا کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا۔ یہاں تک کہ کثرت کے سبب سے اس کا شمار نہ ہو سکے گا۔ اور خداوند کے فرشتہ نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا ہو گا۔ اس کا نام اسماعیل ہو گا۔ اس لئے کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا۔ وہ گورخر کی طرح آزاد حرو ہو گا۔ اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اس کے خلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا۔“

(پیدائش ۱۶ : ۱۰ - ۱۲)

ہم ابتدائی میں لکھ چکے ہیں کہ یہ بشارات حضرت ابراہیمؑ کے تمام بیٹوں کے بارے میں ہیں۔ اور حضرت اسماعیلؑ ان کے بالخصوص

مخاطب ہیں اور ظاہر ہے کہ بشارات کی رو سے :

۱۔ اسماعیلؑ اور ان کی اولاد برومند ہوگی اور قومیں ان سے برکت پائیں گی۔

۲۔ ان کی تعداد ریت کے ذروں کی طرح گنی نہ جاسکے گی

۳۔ انہیں شام سے یمن تک اور مصر سے عراق تک کی سرزمین عطا کی جائے گی۔

۴۔ ابراہیمؑ کی صلیب سے ہونے کی وجہ سے اسماعیلؑ ان کا روحانی اور مادی وارث ہوگا۔

۵۔ اسماعیلؑ کے یاویٹے سردار ہوں گے۔ اور ان کی نس سے سلاطین پیدا ہوں گے۔

۶۔ اسماعیلؑ اور ان کی اولاد ہمیشہ آزاد رہے گی اور مغلوبہ سرزمین میں ہمیشہ بسی رہے گی۔

پادری ایمان داری سے بتائیں

پادری ان بشارتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خدا کا کلام باطل نہیں ہو سکتا۔ ان کا ایمان ہے کہ ان بشارتوں کے مطابق حضرت اسحاقؑ بنی تھے۔ اور ان کی اولاد میں بہت سے نبی ہوئے بنی اسحاقؑ بہتہ پھیلے۔ اور انہیں بادشاہت عطا کی گئی۔ اور اگر حضرت اسحاقؑ کے حق میں یہ بشارتیں پوری ہوئیں۔ تو حضرت اسماعیلؑ اور ان کی

اولاد کے حق میں کیوں پوری نہ ہوئیں ؟
 اور اس صورت میں خدا کا کلام باطل ہوا یا کہ سچا ؟ اگر اسماعیل اور
 ان کی اولاد بھی آسمانی اور زمینی برکات و فیوض سے بہرہ ور ہوئی۔ تو
 پھر ان میں کون کون سے نبی پیدا ہوئے ؟ بالخصوص جب کہ اولاد
 اسماعیل اس بات پر ایمان رکھتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے فرزند ابراہیم
 اور اولیں وارث حضرت اسماعیلؑ خدا کے برگزیدہ نبی تھے جنہوں
 نے اپنے محترم والد حضرت ابراہیمؑ سے مل کر دنیا میں خدا کا
 اولین گھر کعبہ مکہ مکرمہ میں تعمیر کیا۔ اور عرب کے طول و عرض میں
 اللہ اکبر (خدا کے واحد ہی بڑا ہے) کی صدائیں بلند کیں۔ اور گزشتہ
 ہزار سال سے کم و بیش عرب بلکہ دنیا بھر کے مسلمان توحید کے
 علمبردار چلے آئے ہیں۔

پھر اسماعیلؑ کے کروڑوں فرزندان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ
 ابراہیمؑ کے بیشتر موعود فرزند ہی کی نسل میں سے عین حرم بیت اللہ
 کے سایہ میں مکہ کی مقدس سرزمین میں
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں توحید کے قیام اور عالم کی
 ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ
 کے مسدک پر چل کر دنیا کو خدا کے واحد کی طرف بلایا۔
 اسراہیلی نبیوں کی تصدیق کی۔ ان کی طرف تارل شدہ
 کتابوں کو خدا کا کلام بتایا۔ اور اپنے ماننے والے کروڑوں

عربوں اور مسلمانوں کے دلوں میں ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان اور
دلی احترام پیدا کیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اہل کتاب حضرت اسماعیلؑ اور
ان کی اولاد کے حق میں بشارت کی موجودگی میں آلِ ابراہیمؑ کے ان دو
فرزندوں کی صداقت کو تسلیم نہ کریں۔

نیز بتائیں کہ بشارت کے پورے ہوئے اگر فرزندِ ابراہیمؑ
حضرت اسماعیلؑ اور مرکزِ توحید مکہ سے توحید کا علم بلند کرنے والے
فرزندِ ابراہیمؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی نہ تھے
تو پھر اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کے حق میں کتابِ مقدس کی
بشارت کا کیا بنا۔ اگر وہ پوری ہوئیں تو کس صورت میں بی اور
پوری نہ ہوئیں تو پھر خدا کا کلام کیت سچا ہوا؟

اور اگر خدا کا کلام سچا ہے اور اس کی روش سے فرزندِ ابراہیمؑ
حضرت اسماعیلؑ اور ان کی بیشتر اولاد بادشاہت اور نبوت سے
سرمراز ہوئے تو اس کی تفصیل کیا ہے اور پادریوں کو اس پر ایمان لانے
میں کیا روکاؤٹ ہے؟ اور اگر مسیحی بھائی اور باخصوص ریڈیو اور اخبارات
کتابِ مقدس کی ان بشارت کو سچا ثابت کر دیں تو یہ مسیحیت
کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اور اگر وہ کوئی ثبوت ہتیا نہ کر سکیں
تو پھر کتابِ مقدس کی صداقت پر کون یقین کرے گا؟

غور کا دوسرا طریق یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے بشارات کے ذریعے شام سے

یمن اور مصر سے فرستے تھے حضرت ابراہیمؑ کے فرزندوں
اسحاقؑ اور بنی قطورہؑ کو ہمیشہ کے لئے بخش دی اور حضرت
ابراہیمؑ نے اپنی زندگی ہی میں کنعان میں حضرت اسحاقؑ، کنعان کے جنوب
میں اشور سے حویلیہ تک عرب کے تمام علاقے میں حضرت اسماعیلؑ
اور کنعان کے مشرق میں بنی قطورہؑ کو آباد کیا۔ اور آج تک یہ علاقہ
اسرائیل کے پاس ہے۔ اور گو اسحاقؑ کی اولاد گرویش روزگار سے وقتاً
وقتاً ان علاقوں سے محروم رہی۔ مثلاً اسحاقؑ کے فرزند حضرت یعقوبؑ
(اسرائیل) اور بن کی اولاد قحط کی وجہ سے مصر چلی گئی۔ اور چار سو سال
سے زیادہ عرصہ تک مصریوں کی غلام رہی۔ جس کی وجہ سے بشارت
پچاس سو سال محروم رہی۔ لیکن ان کے خلائ کو اسماعیلیوں اور دوسرے
فرزندانِ ابراہیمؑ کی اولاد نے پورا کرنے کے لئے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا
اور بشارت پر حرف نہ آنے دیا۔

پانچ سو سال بعد اسرائیلی واپس کنعان آئے اور پھر اس ملک پر
قبضہ کر لیا۔ مگر آٹھویں صدی قبل مسیح میں عسیریا کے حاکم سارغون نے
(۲۶ صدی ق م) میں اسرائیلیوں پر حملہ کر کے بارہ سو سال سے اسرائیلی
قبائل کو قید کر لیا (نہیں اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ دس قبائل کبھی واپس نہ
آئے۔ اور یہی بنی اسرائیل کی گم شدہ بیٹریں تھیں۔ جنہیں تلاش اور

یکجا کرنے کے لئے حضرت مسیح مبعوث ہوئے۔ مگر یہودیوں کی مخالفت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے۔ بلکہ جناب کی بددعا سے یہود کے باقی دو قبائل بھی رومیوں کے ہاتھوں برباد ہو کر ارض مقدس سے جلا وطن ہو گئے۔ پھر سارغون کے بعد چھٹی صدی قبل مسیح (۵۸۶ ق۔ م) میں نبوکدنصر شاہِ بابل نے یروشلم کو برباد کیا اور اکثر باقی یہود کو بھی گرفتار کر کے لے گیا۔ جنہیں سائرس اعظم شاہِ ایران نے دوبارہ یہودیہ میں آباد ہونے کی اجازت دی۔ مگر حضرت یحییٰ اور حضرت مسیح کی نافرمانی کر کے پھر ہمیشہ کے لئے جلا وطن ہو گئے۔

اگر لشارات کی صداقت کے لئے بنی اسرائیل کی تاریخ کو بطور دلیل پیش کیا جائے۔ تو یہ لشارات درست معلوم نہیں ہوتی۔ مگر ابراہیم کے پہلوئے فرزند حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد کی تاریخ کو بھی اس کے ساتھ ملحوظ خاطر رکھیں تو یہ لشارات روز روشن کی طرح سچی نظر آتی ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم نے جہاں حضرت اسماعیل کو آباد کیا تھا۔ ان کی اولاد نہ صرف وہاں آباد اور آباد چلی آئی ہے بلکہ انہوں نے اپنی حدوں سے باہر نکل کر ارض موعود کے ان حصوں کو آباد کر لیا۔ جہاں ان کے بھائی اسرائیلی آباد تھے۔ مگر خارج کر دیئے گئے۔ اس طرح اسماعیلیوں کی بدولت یہ لشارات اپنی پوری آب و تاب سے پوری ہوئیں۔ اور اس میں کوئی خلل نہ آیا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں نہ صرف آل اسماعیل بلکہ بکثرت آل اسرائیل

(یہود و نصاریٰ) نے علم توحید کے نیچے متحد ہو کر ارض مقدس اور قریب و
جوار کے علاقوں پر سیاسی اور دینی تسلط جمانا اور بشارت کا کوئی پہلو
(نبوت، حکومت، اتحاد) نقشہ تکمیل نہ چھوڑا اور درحقیقت اسی
دور میں کتاب مقدس کی بشارات پوری آید و ناب سے پوری ہوئیں۔

یہ سطور اسی تڑپ کے ماتحت لکھی جا رہی ہیں کہ خدا کا کلام باطل نہ ہو۔
بلکہ اس کی سچائی کا حقہ دنیا پر ظاہر ہو۔ اس لئے ہم جی بھائیوں اور ان کے
یہودی آقاؤں سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر ارض مقدس پر آل ابراہیم
کے قبضہ کی بشارت صحیح معنوں میں اسماعیل اور ان کی نسل کے وجود میں
پوری ہوئی۔ اور پوری ہو رہی ہے، تو کیا وجہ ہے کہ آسمانی برکات کے پیش نظر
بنی اسحاق کی طرح بنی اسماعیل کے حق میں نبیوں کی بعثت کی بشارت پوری
نہ ہو۔ اور حضرت اسماعیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نبی
نہ مانا چلتے۔

بالخصوص جبکہ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے لے مسیح تک اسرائیلی نبیوں
کو ان کی حیانتِ طیبہ میں کبھی کبھی قبول نہ کیا اور ہلاک ہوتے رہے۔
مگر عربوں نے حضرت اسماعیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی زندگیوں
میں ہی قبول کیا اور مزید زمانہ کے باوجود ان کے مسلک پر قائم ہے جس
کا ادنیٰ انوکھ مکہ مکرمہ میں حج کا اجتماع ہے۔ جس کا آغاز ابراہیم اور اسماعیل
نے کیا اور اس زمانے سے آج تک دنیا کے گوشے گوشے سے عرب

اور دیگر مسلمان محض محبت اور اطاعت کے جذبے سے سرشار ہر سال
مکہ کھچے چلے آتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ
کے مشن، اسوہ حسنہ، اطاعت الہی اور اعلائے کلمۃ الحق کی یاد تازہ کرتے
ہیں۔ اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

پس جو یہودی اور مسیحی کتاب مقدس پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ ان پر
لازم ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے واسطے سے حضرت ہاجرہؑ
ان کے فرزند حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کے بارے میں کتاب
مقدس میں جو بشاراتیں دی گئی ہیں۔ ان کو سچا مانیں۔ ابراہیمؑ کی اس شاخ
کا احترام کرنا سیکھیں۔ حضرت اسماعیلؑ اور ان کی ذریت طیبہ میں
سے حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لائیں۔
بنی اسماعیلؑ اور بنی اسرائیلؑ کو ایک ہی طیب شجر کی دو پھلدار
شاخیں تسلیم کریں۔ اور دنیا کو اس درخت کے زیر سایہ لاتے کے لئے
مسلمانانِ عالم کا ساتھ دیں۔

۲۔ حضرت مسیحؑ کی بشارات

حضرت موسیٰؑ سے حضرت مسیحؑ تک بنی اسرائیل میں جیہوں
نبی آئے۔ اور انہوں نے گمراہ اور فساد اسرائیلیوں کو آسمانی تعلیمات
پر قائم کرنے کی ہر ممکن سعی فرمائی۔ مگر یہ بد نصیب قوم ہر نبی کو منکر

ہوئی اور ان کی بد دعاؤں اور لعنتوں کی وجہ سے ذلت و مسکنت کا شکار ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اتمامِ حجت کے لئے ان میں حضرت یوحنا (یحییٰ) اور حضرت مسیح کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ نبی اسرائیل کو متحد و مجتمع کر کے انہیں رومیوں کی غلامی سے نجات دلائیں۔ ان دونوں بزرگ ہستیوں نے انہیں توحید کی دعوت دی۔ توحید پر قائم ہونے اور اپنی پیروی کرنے کی تلقین کی۔ پھر اپنی صداقت کے لئے بیسیوں نشانات دکھائے۔ مگر بد بخت یہودیوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ بلکہ ان کے قتل کے درپے ہو گئے۔ اور صرف دو تین سال کی مدت ہی میں یوحنا کو قتل اور مسیح کو مصلوب کر دیا۔ اور خود ان بد دعاؤں اور لعنتوں کا نشانہ بن گئے جو ان نبیوں نے ان کے متعلق کیں۔ اور خدا کا غضب بھرکانے کا موجب ہوئیں۔

یوحنا کی بد دعا | جب یہودی علماء اور فقیہوں نے لوگوں کو یوحنا کی طرف راغب ہوتے دیکھا اور اپنے اقتدار کو خطرے میں پایا۔ تو عوام الناس کو ان کے خلاف ابھارا۔ مذہب اور قوم کو خطرے کا واسطہ دیا۔ اور ساتھ ہی رومی حاکم وقت کو بغاوت کا احساس دلا کر یوحنا کے خلاف ابھارا۔ حضرت یوحنا نے ان کے مسوم عزائم کو بھانپ لیا۔

”جب اس نے بہت سے فریبیوں اور صدوقیوں کو پیشہ

کے لئے اپنے پاس آئے دیکھا تو ان سے کہا کہ اسے سانپ کے بچو! تم کو کس نے جتا دیا کہ آئے واسے غضب سے بھاگو۔ پس تو بہ کے موافق پھل لادے۔ اور اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابراہیم ہمارا باپ ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا ان پتھروں سے ابراہیم کیلئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ اور اسب درختوں کو جڑ میں کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ پس جو درخت اچھا پھل نہیں لانا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔“

(متی ۳: ۷-۱۰)

حضرت یوحنا نے ان یہودیوں کے ارادوں، ریتوں، روشنی اور مفہم کو بھانپ کر ہی انہیں سانب کے بچے، غضب کے حقدار اور بے ثمر درخت ٹھہرایا۔ ان کے نسلی غرور اور برگزیدہ قوم ہونے کے خیال کو باطل ٹھہرایا۔ اور ان کو بد اعمالیوں کا شکار قرار دے کر غضب کا مستحق قرار دیا۔ جس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ ان لوگوں نے حضرت یوحنا کو قتل کر دیا اور ان کے بعد بقول انجیل حضرت مسیح کی شدید مخالفت کر کے انہیں صلیب پر لٹکانے پر زور دیا۔

حضرت مسیحؑ کی یہودیوں سے کالیوسی

حضرت یوحنا کے قتل کے بعد یہودی علماء و فقہاء اور اکابر حضرت مسیحؑ کو پھیلنے کے در پے ہو گئے۔ اور اپنے غنڈوں کے علاوہ حکومت کو بھی اس نئی تحریک کو ختم کرنے پر اکسایا۔ اور گو حضرت مسیحؑ نے بے شمار معجزے دکھائے۔ بیماروں کو شفا بخشی۔ کوڑھیوں۔ ایبا بچوں۔ اندھوں کو چنگا کر دیا۔ بدروحوں کو نکال دیا۔ مگر چنید لوگوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ حتیٰ کہ حضرت مسیحؑ نے تنگ آکر یہود کو بار بار کہا کہ :-

”تمہیں کیا ہو گیا ہے تم نبیوں کو قتل کرتے اور رسولوں کو سنگسار کرتے ہو۔ اور مختلف بہانوں سے مخالفت کر کے اپنی سنگساری بدقسمتی اور خدا کے غضب پر مہر لگاتے ہو۔ چنانچہ فرمایا

”یوحنا نہ کھاتا آیا نہ پیتا اور وہ کہتے ہیں کہ اس میں بدروح ہے ابن آدم (مسیح مائل) کھانا پیتا آیا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ وہیکھو کھاؤ پیو اور شرابی آدمی بحصول لینے واؤں اور گتہ گاروں کا بار“

(متی ۱۱ : ۱۸ - ۱۹)

حضرت یوحنا کے قتل نے حضرت مسیحؑ کو یہودیوں کی حق دشمنی سے متنبہ کر دیا۔ ان کی زندگی ہر وقت خطرے میں تھی یہودی چاہتے تھے کہ حضرت مسیحؑ سے مختلف سوالات کے ذریعے ایسی باتیں کہلوائیں جن سے حکومت بھی ان کے خلاف ہو جائے۔

اور عوام میں بھی اشتعال پیدا ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح مایوس ہو گئے اور ایک یہود کی طرف سے نشان مانگنے پر نشان دکھانے سے انکار کر دیا۔ جیسا کہ مرقس کی انجیل میں مذکور ہے :-

”پھر فریسی نکل کر اس سے بحث کرنے لگے۔ اور اسے آزمانے کے لئے اس سے کوئی آسانی نشان طلب کیا۔ اس نے اپنی روح میں آہ کھینچ کر کہا۔ اس زمانہ کے لوگ کیونکر نشان طلب کرتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اس زمانے کے لوگوں کو کوئی نشان نہیں دیا جائے گا۔“

(مرقس ۸ : ۱۱-۱۲)

مسیح اور یوحنا کی اناجیل میں حضرت مسیح کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ ”اس زمانہ کے بُرے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔“ ان الفاظ سے آپ کی تلخی، غضب اور مایوسی کی شدت ظاہر ہے۔

آپ نے نہ صرف مایوس ہو کر نشان بستیوں کو بددعا | دکھانے سے انکار کر دیا۔ بلکہ جہاں جہاں پہلے نشان دکھائے تھے۔ ان بستیوں کے بارے میں اناجیل میں لکھا ہے :-

”وہ اس وقت ان شہروں کو ملامت کرنے لگا۔ جن میں اس کے اکثر معجزے ظاہر ہوئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے توبہ نہ کی تھی۔“

کہ ”اے خرازین تجھ پر افسوس ! اے بیت صیدا تجھ پر افسوس ! کیونکہ جو منجھڑے تم میں ظاہر ہوئے اگر صوڑ اور صیدا میں ہوتے تو وہ ٹاٹ اور ٹھکرا در خاک میں میچھ کر کب کے تو یہ کر لیتے ۔ مگر میں تم سے کہتا ہوں ۔ کہ عدالت کے دن صوڑ اور صیدا کا حال تمہارے حال سے زیادہ برداشت کے لائق ہوگا ۔ اگر کفر نجوم ! کیا تو آسمان تک بلند کیا جائے گا ۔ تو عالم ادراج میں اُس سے گھاڑ کیونکہ جو منجھڑے تجھ میں ظاہر ہوئے ۔ اگر سدوم میں ہوتے تو آج تک قائم رہتا ۔ مگر میں تم سے کہتا ہوں ۔ کہ عدالت کے دن سدوم کے علاقے کا حال تیرے حال سے زیادہ برداشت کے لائق ہوگا ۔“

(متی ۱۱ : ۲۰ - ۲۴)

(سدوم وغیرہ بستیوں پہلے برباد ہو چکی تھیں ۔ مسیح کے نزدیک یروشلم ، کفر نجوم خرازین ۔ بیت صیدا ان سے بھی بُرے تھے)

”اے یروشلم ! اے یروشلم ! تو جو نبیوں کو قتل کرتا اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتا ہے ۔ کتنی بار میں نے چاہا ۔ کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے ۔ اسی طرح میں بھی تیرے رُکوں کو جمع کر لوں ۔ مگر تم نے نہ چاہا ۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے دیران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں ۔ کہ اب سے مجھے ہرگز نہ دیکھو گے

جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔

(متی ۲۳ : ۳۹ - ۴۰)

”اور یسوع ہیکل سے نکل کر چار ہاتھ اس کے شاگرد اس کے پاس آئے تاکہ اسے ہیکل کی عمارتیں دکھائیں۔ اس نے جواب میں ان سے کہا : کیا تم ان سب چیزوں کو نہیں دیکھتے ؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر مانی نہیں رہے گا جو گرا یا نہ جائے گا۔“

(۲۴ : ۱ - ۲)

یہودیوں نے یوحنا اور مسیح کی باتوں پر توجہ نہ دی اور دینا نے دیکھا کہ یہود اور ان کی بستیوں پر آسمانی عذاب آکر رہا۔ اور مسیح نے رومی جرنیل ٹائینٹس نے ان بستیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ہیکل کا نشان تک مٹ گیا۔ اور یہودی ارض مقدس سے بھاگ کر جہاں بچانے پر مجبور ہوئے۔ اور اس آسمانی غیظ و غضب کا شکار ہوئے۔

بنی اسرائیل کے روحانی اور مادی اقدار کا خاتمہ

حضرت یوحنا اور حضرت مسیح کی ان تنبیہات میں یہود کے روحانی اور مادی زوال کی طرف صریح اشارہ ہے۔ یہروشلم اور ہیکل ان کی سیاسی اور دینی عظمت کی علامت تھے۔ اور ان

و نفوں کا رویوں کے ہاتھوں خاتمہ ہو گیا۔ حضرت یوحنا نے
توصاف کہہ دیا تھا کہ

”دربار درختوں کی جڑ پر کھڑا رکھا ہوا ہے۔ پس جو درخت
اچھا پھل نہیں لاتا، اسے کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔“
چنانچہ یوحنا کو قتل کیا گیا۔ اور حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکایا
گیا۔ اور اس طرح یہود نے ثابت کر دیا۔ کہ ان کی حیات کا
درخت اسی قابل ہے کہ اسے کاٹا اور جلا یا جائے۔ اور اسے
ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔

اسی حقیقت کو حضرت مسیح نے پاکستان کی تمثیل میں واضح کیا
ہے۔ حضرت مسیح نے سیکل میں سردار کاپٹنوں اور قوم کے نمبرگوں
کو مخاطب کر کے فرمایا: ”

”ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے پاکستان
(انگلوں کا باغ - نافل) لگایا اور اس کی چاروں طرف احاطہ گھیرا۔
اور اس میں موصوف کھودا اور بیج بنایا۔ اور اسے باغبانوں کو ٹھیکہ پر
دے کر سپردیس چلا گیا۔ اور جب پھل کا موسم فریب آیا۔ تو اس
نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا اور
باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل
کیا۔ اور کسی کو سنگسار کیا۔ اور پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو
پہلوں سے زیادہ تھے۔ اور انہوں نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک

کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے۔ جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا۔ تو آپس میں کہا یہی وارث ہے۔ آؤ اسے قتل کر کے اس کی میراث پر قبضہ کر لیں اور اسے پکڑ کر پاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ پس جب "رائٹسٹان" کا سانک آئے گا۔ تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟

انہوں نے اس سے کہا۔ ان بدکاروں کو یہی طرح ہلاک کر دینا اور باغ کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا۔ جو موسم پر اس کو پھل دیں۔ یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب حق میں کبھی نہیں پڑھا۔ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کوئے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا۔ اور ہماری نظر میں عجیب ہے اس لئے ہیں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے اسے دی جائیگی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ لیکن جس پر وہ گرے گا۔ اسے پس ڈالے گا۔

اور جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اس کی تمثیل سنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہا ہے۔

(متی: ۲۱: ۴۵-۴۶)

یوحنا نے پھل نہ دینے والے اشجار کو کاٹنے اور جلانے سے خبردار کیا تھا۔ تاہم انہیں چونکہ حضرت مسیح کے آنے کا علم تھا

اس لئے انہوں نے اسرائیلی باغبانوں کے خاتمے کا اشارہ نہ کیا۔
 لیکن چونکہ یہودی باغبانوں نے مالک کے اکلوتے بیٹے، مسیح کو
 بھی قتل کر کے ہمیشہ کے لئے باغ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔
 اور اس طرح مالک کا نشان تک مٹانے کی سازش کی۔ اس لئے
 مالک (خداوند قدوس) نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان سے اپنی
 میراث (تاکستان) چھین لی۔ اور اسے حضرت ابراہیم کے
 گھرانے کی ایک دوسری قوم یعنی آل اسماعیل کو سونپ دیا۔
 تاکہ وہ اللہ کے دین کو قائم کرے اور اللہ کے احکام کی اطاعت
 کر کے دنیا کی قوموں کو صراطِ مستقیم پر قائم کرے۔

مذکورہ بالا آیات سے واضح ہے کہ حضرت یوحنا اور مسیح نے
 بنی اسرائیل کی ہلاکت و بربادی کی پیشگوئی فرمائی۔ اور بتا دیا۔ کہ
 اللہ تعالیٰ اپنی برکات بنی اسرائیل سے چھین کر کسی ایسی قوم کو عطا
 کر دے گا جو انبیاء بنی اسرائیل بالخصوص حضرت موسیٰ کے
 احکام کے مطابق دنیا میں توحید کو پھیلانے، مشرعیّت کو
 نافذ کرے اور دنیا میں نیکی کو قائم اور بدی کا اٹھ اڑ کرے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ دوسری قوم کون ہو سکتی ہے۔
 تو واضح ہے کہ حضرت ابراہیم اور دیگر انبیاء کی رو سے ضرور
 ہے کہ وہ قوم توحید پرست ہو۔ اس سے ان برکات کا یہ ہو

جن کا ذکر انبیاء کی کتابوں میں موجود ہو۔ انبیاء کے مسئلہ پر قائم ہو
اسے زمانے میں ترقی دے اور بنی اسرائیل کے بعد یہ قوم بنی
اسماعیل کے سوا کوئی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بنی اسماعیل ہی وہ
واحد قوم ہے۔ جسے آل اسحق کے علاوہ بادشاہت اور
نبوت کی بشارت دی گئی۔ اور ارض مقدس میں اسرائیلیوں
کی ہلاکت کے بعد اگر کسی غیر اسماعیلی قوم کو اس سرزمین میں
نبوت اور حکومت عطا کی جاتی تو حضرت ابراہیم اور ان کی
اولاد کے حق میں تمام بشارات خاک میں مل جاتیں۔ اور اس
حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے علاوہ
آل اسماعیل کے سوا، ارض مقدس میں کوئی دوسری قوم ان
خوبیوں کی حامل نہیں ہوئی۔

حضرت مسیح کی بشارات

یہودیوں کی بدقسمتی تھی کہ انہوں نے اپنے آخری محسن خاص
حضرت مسیح کی مخالفت کی۔ ان بركاتِ سماوی سے محروم ہو
گئے۔ جو حضرت مسیح ان کے لئے لے کر مبعوث ہوئے تھے۔
اور پیشتر اس کے کہ حضرت مسیح ان تعلیمات کی تکمیل کرتے۔
یہودیوں نے انہیں اچانک گرفتار کر ڈالا کہ بقول اناجیل

مصلوب کر دیا۔

حضرت مسیح کو صورتِ علالت کے اچانک بگڑ جانے کا انتہائی رنج تھا۔ اور انہیں اپنے مٹھی بھر پیروکاروں کی کس میرسی کا قلق تھا۔ اس لئے آپ نے دکھی دل سے اپنی زندگی کی دعا کی اس پر رحمتِ الہی جوش میں آئی۔ چونکہ یہود کی طاقت مقتدر تھی اس لئے (بقول انجیل) آپ صلیب سے تو ہنج سکتے تھے تاہم اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصرتِ دی کر دی۔

آپ کی امت کو کسی میرسی کی حالت میں نہ چھوڑا جائے گا میں تمہارے مشن کی تکمیل یا دشاہت کے قیام اور تیرے ماننے والوں کے غلبے کے لئے تیری مانند ایک نبی پر پا کروں گا جس کی نبوت ناقبائست جا رہی ہوگی وہ تیرے مخالف یہودیوں کو میرم ٹھہرائے گا۔ اور تیری صداقت اور عظمت کو بحال کرے گا۔

حضرت مسیح کو اس بات سے تسلی ہوئی۔ چنانچہ گرفتار ہونے سے کچھ عرصہ پہلے اپنے چہیتے بارہ شاگردوں کو جمع کیا اور انہیں فرمایا :-

۱۔ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے

تو میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ اب تک تمہارے ساتھ رہے۔

(یوحنا ۱۴ : ۱۵ - ۱۶)

۲۔ میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ کر تم سے کہیں۔ لیکن وہ مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہ تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے۔ وہ سب باتیں تمہیں یاد دلانے کا ہے۔

(یوحنا ۱۴: ۲۵ - ۲۶)

۳۔ لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے۔ تو وہ میری گواہی دے گا۔

(یوحنا ۱۵: ۲۶)

۴۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ لیکن اگر میں جاؤں گا۔ تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ تو وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے لئے قصور وار ٹھہرائے گا۔

(یوحنا ۱۶: ۷ - ۸)

۵۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں۔ مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی تمام راہ بتائے گا۔ اسی لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا وہی

کے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ اور میرا جلال ظاہر کرے گا۔“
(یوحنا ۱۶: ۱۲-۱۴)

مسیحی بھائی اور دوسرے تارین مذکورہ بالا حقائق پر ایک بار پھر نظر ڈالیں۔

۱۔ حضرت یوحنا اور حضرت مسیح کی شدید مخالفت، ان کی تعلیمات کی تکذیب اور انہیں قتل و مصلوب کرنے کی وجہ سے نبی اسرائیل کو برباد کر دیا گیا۔ اور ان سے ہمیشہ کے لئے نبوت چھین لی گئی۔ اور غضبِ الہی نے انہیں ذلت و مسکنت کا لباس پہنایا۔

۲۔ حضرت مسیح اپنا مشن اود تعلیم پوری نہ کر سکے۔ اور اپنے پیروکاروں کو تکمیل کے مراحل میں ہی چھوڑ گئے۔

۳۔ جانے سے قبل حضرت مسیح اپنے شاگردوں کی تسلی اور اپنے مشن کی تکمیل کے سلسلے میں اپنے جیسے دوسرے بدوکار (نسل دینے والے) کی آمد کی بشارت دے گئے۔

۴۔ چونکہ ارض مقدس تا ابد آلِ ابراہیم کو بخشی گئی تھی، اس لئے ضروری تھا کہ آنے والا بیشتر اور موعود حضرت ابراہیم کی نسل ہی سے ہو۔ اور چونکہ نبی اسرائیل کی محرومی کے بعد ان کی نسل سے بنی اسماعیل ہی باقی رہ گئے تھے، جو ارض مقدس کے بیشتر حصوں بالخصوص صومالیہ کے مرکز

کعبہ (بیت اللہ) پر قابض و متمکن تھے۔ اس لئے نبوت
و سلطنت ایسی برکاتِ سماوی ان ہی کے حصے میں آئیں۔
۵۔ ارض مقدس کی تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت مسیح کے بعد
صرف ایک ہی عظیم انبیاء ایسا ہوا ہے جس نے نبوت
کا دعویٰ کیا۔ اور ان کا تعلق حضرت ابراہیمؑ کے فرزند اکبر
حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے تھا۔ جس نے ابراہیمؑ کے
مشن اور روایات کو زندہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ کی طرح کامل
شریعت دی۔ حضرت مسیح کی عظمت، جلال اور صداقت
کو بحال کیا۔ ان کے کارناموں اور تعلیمات کو تازہ اور نمایاں
کیا۔ اور ان کے مخالفین یہودیوں کی تخلیق کر کے انہیں ظالم اور
باطل شعار ٹھہرایا۔

اور پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول علی اللہ علیہ وسلم کی
ذاتِ اقدس تھی۔ یمنوں نے وحی الہی کے ذریعے توحید کی تعلیم
دی۔ اسلام کی مکمل شریعت اور تعلیم قرآن حکیم کی صورت میں
پیش کی یہی شریعت اب ایک مکمل انسانی کی رہنمائی کرتی گی
اور اس نبوت کی تکمیل اور حتمیت کا اعلان کر کے آنحضرتؐ
کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ اور آسمانی برکات کو آل ابراہیمؑ میں
مختص کر دیا۔ آپؐ نے قرآن حکیم کی رو سے جہاں انبیاءؑ
بنے اسرائیل اور ان کی آسمانی کتابوں تورات۔ زبور۔ انجیل

و غیر ہم کی صداقت ظاہر کی۔ وہاں خاص کر حضرت عیسیٰ کے دعاوی، کارناموں اور صداقت کا ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے مسیحی پادری بھی نہیں تھکتے۔ اور ہمارے علماء و توشب و روز اسرائیلی نبیوں اور روایات کا مبالغے کی حد تک ذکر کرتے رہتے ہیں۔

پس یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کو دین و دنیا کی برکات (نبوت، بادشاہت) کی بار بار بشارات ملیں۔ حضرت ابراہیم نے حکیم الہی سے حضرت اسمعیلؑ کی اولاد کو ارض مقدس کے جس حصے میں آباد کیا۔ وہ آج تک وہاں آباد اور ہمیشہ کی طرح گورنر کی مانند آزادی چلی آرہی ہے۔

بلکہ جب آل ابراہیم میں سے بنی اسرائیل ارض مقدس سے خارج کئے گئے۔ تو ان کی جگہ بنی اسماعیلؑ نے لے لیا۔ اور اسی طرح جب یروشلم میں ہیکل کا وجود غلط سے بن پڑا۔ تو بنی اسماعیلؑ نے مکہ میں بیت اللہ کی عظمت کو محفوظ رکھ کر حضرت ابراہیمؑ کے دینی ورثے ایک خدا کی عبادت اور کبریائی کا علم بلند رکھا۔ پھر جب بنی اسرائیل اپنی حق دشمنی اور نبیوں کے قتل کی وجہ سے نبوت سے محروم رہ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے

حضرت یوحنا، حضرت مسیح اور دیگر انبیاء کی تمناؤں اور دعاؤں کے مطابق آل اسماعیل میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب نبوت بخشا۔ جنہوں نے آل ابراہیم (آل اسماعیل اور آل اسحاق) دونوں کے حق پرستوں کو یکجا کیا۔ اور اپنی جاتی اور مالی قربانیوں سے باطل عناصر کو کچلا۔ اور اس ارض مقدس میں جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وساطت سے ابراہیم کی نسل کو بخشا تھا۔ آسمانی بادشاہت قائم کی۔ اور ان اسماعیلی نبیوں کی بشارات کو سچا کر دکھایا۔ اور یہ عظیم الشان نبی مکہ کی سرزمین سے اٹھ کر انبیاء کے مشن کو مکمل اور پورا نہ کرتے تو حق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہتا۔

ان حقائق کی روشنی میں ہم تمام حق پرست مسیحیوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ ہمارے جھٹلانے کے لئے قلم اٹھانے اور زبان کھولنے سے پہلے ایک سے زیادہ بار کتاب مقدس کی بشارات پر غور کریں۔ اور اگر دیکھیں کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ صداقت پر مبنی ہے۔ تو اسے قبول کریں۔ کتاب اقدس کی بشارات سے دنیا کو بہرہ ور کرنے کے لئے موعود انبیاء حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لائیں۔

اور آسمانی برکات و حکمت سے اپنا دامن پھیریں ۔
 وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَيْدَةُ غَوَا خِرَدِ عَوَانَا
 اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ